سلسلہ ۱۲۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسانی شرافت و عظمت

حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی

اسلام کا نوعِ بشری پر ایک بڑا احسان، انسان کی شرافت و عظمت اور اس کے علوئے منزلت کا اعلان ہے۔ بعثتِ محمدیؐ سے پہلے انسان ذلّت و نکبت کی پستی میں گر چکا تھا، اور روئے زمین پر اس سے زیادہ ذلیل و حقیر چیز نہیں رہ گئی تھی، بعض مقدّس حیوان اور اشجار جن سے اساطیری LEGENDARY روایات اور معتقدات وابستہ تھے۔ وہ اپنے پرستاروں کے نزدیک زیادہ مکرّم و محترم تھے اور انسان کے مقابلے میں انھیں حفاظت کا زیادہ مستحق سمجھا جاتا تھا خواہ اس کے لئے معصوموں کا خون ہی کیوں نہ بہانا پڑے، ایسے شجر و حجر کے آگے انسان کا خون اور گوشت بھی بے تکلّف اور ضمیر کی خلش کے بغیر پیش کر دیا جاتا تھا۔ ہم نے اس کی مکروہ تصویریں اس بیسویں صدی میں ہندوستان جیسے بعض ترقّی یافتہ ممالک میں بھی دیکھی ہیں۔

سیّدنا محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے انسانیت کو اس کی شرافت و

عظمت واپس کی اور اس کا کھویا ہوا وقار و اعتبار بحال کیا اور یہ اعلان کیا کہ انسان اس کائنات کا سب سے قیمتی وجود اور گراں قدر جوہر ہے۔ اور یہاں اس سے زیادہ باعظمت اور محبت و حفاظت کی مستحق کوئی اور شئے نہیں۔ آپؐ نے انسان کا درجہ اتنا بلند کیا کہ وہ اللہ کا نائب و خلیفہ قرار پایا جس کے لئے اس نے دنیا پیدا کی اور اسے اپنے لیے پیدا کیا:

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً (البقرة ۲۹)

ترجمہ: وہ وہی (خدا) ہے جس نے پیدا کیا تمھارے لیے جو کچھ بھی زمین میں ہے سب کا سب۔

قرآن نے اسے اشرف المخلوقات اور صدرِ کائنات بتایا:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلاً ۝ (الاسراء - ۷۰)

ترجمہ: اور ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور ہم نے انھیں خشکی اور دریا دونوں میں سوار کیا اور ہم نے ان کو نفیس چیزیں عطا کیں اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر بڑی فضیلت دی۔

اور اس ارشادِ نبویؐ سے زیادہ انسان کی عزت و عظمت کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے کہ:

اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عَیَالِہٖ [1]

ترجمہ: خدا کی مخلوق خدا کا کنبہ ہے اور اللہ کو مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔

انسانی رفعت اور اس کی خدمت کے ذریعہ تقرب الٰہی حاصل کرنے کے سلسلہ میں یہ حدیث بہت بلیغ اور معنی خیز ہے جسے حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ قیامت میں پوچھیں گے اے ابن آدم! میں بیمار پڑا تو نے میری عیادت نہیں کی؟ آدمی کہے گا یا رب! آپ تو رب العالمین تھے میں آپ کی عیادت کیسے کرتا؟ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تمھیں علم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا مگر تم نے اس کی عیادت نہیں کی؟۔ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ اگر تم اس کی عیادت کرتے تو مجھے اس کے پاس پاتے۔

اے ابن آدم! میں نے تم سے کھانا مانگا تو تم نے مجھے کھلایا نہیں آدمی کہے گا کہ بارالٰہا! آپ تو دنیا کے پالن ہار تھے میں آپ کو کیسے کھلاتا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندہ نے تم سے کھانا مانگا مگر تم نے اسے کھانا نہیں دیا؟ اگر تم اسے

[1] سنن بیہقی

کھلاتے تو مجھے ..... اس کے پاس پا لیتے۔

اے ابن آدم! میں نے تم سے پانی مانگا مگر تم نے مجھے پانی نہیں دیا۔ آدمی کہے گا خدایا! آپ تو رب العالمین ہیں میں آپ کو پانی کیسے پلاتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے فلاں بندہ نے تم سے پانی مانگا مگر تم نے اسے پانی نہیں دیا۔ اگر تم اسے پانی پلاتے تو مجھے اس کے قریب پاتے"۔ [۱]

کیا انسانی رفعت وعظمت کا اس سے زیادہ واضح اور صریح کسی اعلان کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ جیسے دینِ توحید نے پیش کیا ہے؟ اور دنیائے قدیم وجدید کے کسی دین وفلسفہ کے تحت انسان نے کبھی ایسی عظمت ومنزلت حاصل کی ہے؟

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آدم زادوں (انسانوں) پر رحم کرنے کو اللہ کی رحمت کے نزول کی شرط لازم بتاتے ہوئے فرمایا

الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ [۲]

ترجمہ:۔ رحم کرنے والے پر رحمٰن بھی رحم کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔

---

[۱] صحیح مسلم۔ [۲] سنن ابی داؤد

ع کرو مہربانی تم اہلِ زمین پر
خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

وحدتِ انسانیّت اور عظمتِ انسانیّت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس کے لئے جدوجہد سے پہلے دنیا کی سیاسی و اجتماعی حالت کا کچھ اندازہ کرنا ضروری ہے۔

آپؐ کی بعثت سے پہلے ایک ایک فرد کی مرضی پر ہزاروں انسانوں کی زندگیاں موقوف رہتی تھیں، کوئی بادشاہ اٹھتا اور ملکوں اور قوموں اور کھیتیوں اور آبادیوں کو پامال کرتا چلا جاتا اور راج ہٹ یا سیاسی تفوّق کی خاطر خشک و تر کو تہس نہس کر کے رکھ دیتا

سکندر اعظم: ALEXANDER THE GREAT

(۳۵۶-۳۲۴ ق م) آندھی پانی کی طرح اٹھتا ہے اور ایران شام۔ ساحلی ممالک مصر اور ترکستان کا بڑا حصہ زیروزبر کرتا ہوا شمالی ہند پہنچ جاتا ہے وہ فتح و تسخیر کے اس طویل سفر میں صدیوں کی قدیم اور ترقی یافتہ تہذیبوں اور تمدنوں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔

جولیس سیزر۔ JULIUS CAESAR

(م ۴۴ ق م) اور دوسرے فاتحین اور فوجی قائدین جیسے

قرطاجنہ (CARTNAGE) کا ہنی بال (HANNIBAL)
(۲۴۷ - ۱۸۳ ق م) اور دوسرے فوجی قائد اور کشورکشا انسانی آبادیوں میں اس طرح شکار کھیلتے ہیں۔ اور ہزاروں لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارتے چلے جاتے ہیں جیسے مشاق و بے درد شکاری بلاامتیاز جنگلی جانوروں کا شکار کرتے ہیں۔

تباہ کاری اور انسانی زندگی و برگزیدگی کے ساتھ یہ کھلواڑ حضرت مسیح علیہ السلام کے ظہور کے بعد بھی جاری رہی۔ چنانچہ ان کے بعد کے انسانیت پر ظلم ڈھاتے والوں اور سنگدلوں میں نیرو (NERO) (۶۸ء) جیسے لوگوں نے اپنے ہم وطنوں کو بھی اپنے ظلم کا نشانہ بنایا اور اپنی ماں اور بیوی کو بھی نہیں بخشا، یہی شخص روما کی عظیم آتش زدگی کا ذمہ دار ہے جب روما آگ کے شعلوں میں جل رہا تھا تو وہ چین کی بانسری بجا رہا تھا۔ؔ

یورپ کے وحشی قبائل یعنی مغربی و مشرقی گاتھ اور ونڈال وغیرہ جو بعثتِ محمدیؐ سے ایک صدی قبل پانچویں صدی مسیحی میں سرگرم تھے۔ وہ دنیا کی بڑی بڑی اور متمدن راجدھانیوں کو تاراج کر دیتے اور روئے زمین پر بڑے پیمانے پر خوف اور دہشت پھیلا دیتے۔ؔ

ؔ انسائیکلوپیڈیا تاریخ عالم، ولیم لینگر
طبع ۱۹۶۴ء

عربوں کی نظر میں انسانی زندگی کی قدر وقیمت اتنی کم تھی کہ جنگ اور خونریزی ...... ان کے لئے ایک کھیل بن گئی تھی۔ اور معمولی سا واقعہ بھی جنگ کا محرک بن جاتا تھا۔ چنانچہ بنی وائل کے دو قبیلوں بکر و تغلب کے درمیان چالیس سال تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ جس میں پانی کی طرح خون بہا، بات صرف اتنی تھی کہ کلیب دررئیس معد) نے بسوس بنت منقذ کی اونٹنی کے تھن پر تیر مار دیا تھا۔ جس سے اس کا خون دودھ میں مل گیا تھا۔ اس کے باعث جساس بن مرّہ نے کلیب کو قتل کر دیا اور بکر و تغلب میں جنگ چھڑ گئی اس خانہ جنگی کے بارے میں کلیب کا بھائی المہلہل کہتا ہے :

"انسان فنا ہو گئے۔ مائیں بے اولاد ہو گئیں، بچے یتیم ہو گئے، آنسو رکنے کا نام نہیں لیتے۔ اور مُردے بے کفن دفن پڑے ہیں۔

اسی طرح داحس وغبراء کی جنگ کا سبب یہ ہوا کہ داحس جو قیس بن زُہیر کا گھوڑا تھا۔ وہ قیس اور حذیفہ بن بدر کے درمیان مقابلہ میں آگے نکل گیا تھا جس پر ایک اسدی نے حذیفہ کے کہنے پر گھوڑے کو چھیڑا اور اس کے چہرے پر طمانچہ مارا اور اس وجہ سے وہ گھوڑا بچھڑ گیا اس واقعہ کے بعد قتل و انتقام اور قبائلی جنگ، قید و بند اور قبیلوں کے ترکِ وطن کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور اس میں ہزاروں

آدمی مارے گئے۔ ؎۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کے غزوات کی کل تعداد ستائیس ۲۷ یا اٹھائیس ۲۸ ہے اور سرایا کی تعداد ساٹھ تک پہنچتی ہے ان میں جنگی تاریخوں کو دیکھتے ہوئے سب سے کم خون بہایا گیا ان میں طرفین کے صرف ۱۰۱۸ آدمی مارے گئے۔ اور ان غزوات کا مقصد انسانی جانوں کی حفاظت، انسانی مفادات کا دفاع تھا اور اس کے ساتھ ہی وہ اخلاقی آداب اور شریفانہ تعلیمات کی اس طرح پابند تھیں کہ نوع انسانی کے حق میں تعذیب کے بجائے تادیب کا حکم رکھتی تھیں ؎۲

اسلام ایمان اور اپنی اخلاقی تعلیمات کے ذریعہ انسان کی عظمت و شرافت کا ایسا شعور پیدا کرتا ہے جس سے ایک مسلمان اس معاملہ میں بہت زود حس ہو جاتا ہے وہ انسان کو کسی حال میں جانوروں کے درجہ میں نہیں اتارتا اور نہ وہ ان سے حیوانوں جیسا سلوک پسند کرتا ہے اور نہ انھیں اپنے ذاتی تفوق کے لئے غلام بناتا ہے، وہ اپنے اور دوسرے انسانوں کے درمیان کوئی فرق نہیں سمجھتا کہ ان سے توہین آمیز سلوک کرے۔ جہاں انسانی مساوات اور احترام انسانیت

؎۱ فوجوں کو روانہ کرتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے لئے حدیث سیرت کی کتابیں ملاحظہ ہوں تفصیل کے لئے دیکھیں راقم الحروف کی کتاب "نبی رحمت" حصہ دوم کا باب

القادر پرنٹنگ پریس کراچی۔ فون، ۲۲۲۷۴۸